الحاج مولانا رضی الدین ابوالخیر محمد عبدالمجید خاں صاحب

جناب مولوی سعید احمد صاحب مبارک منزل، ٹونک

معز الدین سام شہاب الدین محمد غوری کو ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا فخر حاصل ہے۔ وہ نہ صرف ایک جری اور اولو العزم بادشاہ ہی تھا بلکہ علم دوست اور ادب نواز حکمراں بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہ دراز تک غور علم وفضل کا گہوارہ بنا رہا۔ فتح ہند کے بعد ہی سے غور سے علماء وفضلا کی آمد شروع ہو گئی تھی جو ہندوستان کے مختلف مقامات پر علمی وتبلیغی کام انجام دینے کے لئے متوطن ہونے لگے تھے۔

نواب بہاول خاں سوم والئی بہاولپور[1] کے دور حکومت میں حافظ نور نبی خاں غوری سکونت پذیر تھے۔ آپ نہایت عابد وزاہد اور زاہد مرتاض تھے۔ صاحب "خاندان غوری" نے آپ کو "دریائے معرفت کے شناور اور راہِ سلوک کے عامل" کے لفظوں سے یاد کیا ہے[2]۔ آپ کے زہد اور کرامت کا غلغلہ تمام بہاول پور میں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے جنرل

۱۔ نواب بہاول خاں سوم ۱۸۲۵ء میں مسند نشین ہوئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حملے کے خوف سے گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنگ سے ریاست کی حفاظت کی درخواست کی۔ اسی زمانہ میں پنجاب اور بہاول پور کے حدود متعین کردیئے گئے۔ اور بہاول پور ریاست کو خود مختارانہ حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ نواب صاحب کا ۱۸۵۲ء میں انتقال ہوا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (RULING PRINCES & CHIEF OF INDIA. (1930)

۲۔ صفحہ ۳۰

ونیٹورہ[1] نے بہاول پور کا رخ کیا اور دریائے ستلج کے کنارے خیمہ زن ہوا تو نواب صاحب موصوف نے حافظ صاحب سے دعا کی درخواست کی۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور فوج کا رخ بہاول پور سے ہٹ گیا بہاول پور میں نواب سر محمد صادق خاں صاحب رابع[2] کے عہد حکومت میں حاسدوں کے حسد اور خسروانہ تزحمات کی کاہش سے مجبور ہو کر بہاول پور سے کوچ کیا۔ کچھ عرصہ ڈیرہ غازی خاں میں مقیم رہے پھر ٹونک میں سکونت اختیار کی۔ حافظ صاحب کا انتقال ۸ر ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ میں ہوا۔ پسماندگان میں پانچ لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی تھی۔

محمد عبدالمجید خاں آپ کے اوّل فرزند تھے۔ ولادت ۱۲۳۲ھ میں ہوئی تھی۔ رضی الدین لقب اور کنیت ابوالخیر تھی جیسا کہ کسی شاعر نے مدحیہ اشعار میں کہا ہے ؎

آں رضی دین لقب و کنیت او — بابوالخیر مبارک فرجام
نام او عبد مجید والا ست — لیک تو خوانی عرب بالام[3]

---

[1] خاندان غوری مصنفہ فضل حسین صاحب غوری نے ونٹورہ یہ نام لکھا ہے جو غلط ہے۔ اس کو فرانسیسی بتایا ہے یہ بھی غلط ہے۔ یہ اطالوی باشندہ تھا۔ مہاراجہ کے نامی گرامی افسران میں تھا۔ بیس سال سے زائد خالصہ دربار میں رہا ۱۸۴۳ء میں انگریزوں سے جا ملا اور گورنر جنرل ایلنبرا کو لاہور دربار کی خبریں خفیہ طور سے بھیجا کرتا تھا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مہاراجہ رنجیت سنگھ مصنفہ سیتا رام کوہلی (ہندی ایڈیشن)

[2] ۱۸۶۶ء میں نواب بہاول خاں رابع کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی اس لئے ریاست کا انتظام برطانوی ایجنسی کرتی تھی ۱۸۷۹ء میں آپ خود مختار ہوئے۔ جنگ کابل کے دوران آپ نے برطانوی حکومت کی قابل قدر خدمات کیں۔ اس لئے آپ کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے خطاب سے نواز گیا۔ ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۸۹۹ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو "رولنگ پرنسز اینڈ چیف آف انڈیا مطبوعہ ۱۹۳۰ء (انگریزی)

[3] عذب الکلام فی تحیۃ الاسلام مصنفہ مولانا رضی الدین ابوالخیر محمد عبدالمجید خاں صاحب ص ۵۵

مولوی بہادر علی بن ملا جیون جو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے۔ ان سے آپ نے علوم حاصل کئے۔ حافظ قرآن تھے ۱۲۶۱ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ ڈھائی سال وہاں مقیم رہے۔ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج شیخ المدرسین حرم شریف سے ثلاثیات مع شرح امداد الباری لتنقیۃ ثلاثیات البخاری کے پڑھی اور اس کی سند لی[1]۔ حج سے تشریف لائے، تو تخم خرما عقیدت کے ساتھ ہمراہ لائے تھے۔ تاکہ اسے صحن میں اگائیں۔ ارض پاک کی نشانی سامنے رہے۔ اسی کھجور کی نسبت سے مرحوم کی حویلی اب تک "کھجور والی حویلی" کے نام سے مشہور رہے۔ قادری سلسلہ سے بیعت تھے اور حنفی المذہب تھے۔ نواب وزیرالدولہ وزیرالملک محمد وزیر خاں صاحب علیہ الرحمۃ والغفران والیٔ ریاست ٹونک کے استاد تھے[2]۔ نواب صاحب موصوف نے اپنی دختر کا نکاح آپ سے کردیا تھا اور برادر خورد نواب زادہ احمد علی خاں رونق کی شادی آپ کی خواہر عصمت زمانی بیگم سے کردی تھی[3]۔ صاحبزادہ کا خطاب آپ کو عطا کیا۔ لیکن خاص وعام میں "نوشہ میاں" کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی حویلی کے سامنے کا پل اسی عرفیت کی بنا پر اب تک "نوشہ میاں کا پل" کے نام سے معروف ہے۔

---

[1] یہ سند ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

[2] ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے اور ۲۰ سال کی عمر میں مسند آرا ہوئے۔ سید احمد بریلوی رحمۃ علیہ کے مرید تھے اسلامی علوم پر آپ کی گہری نظر تھی۔ آپ کے ہی دور میں بہت سے مشہور ومعروف علماء ٹونک آکر مقیم ہوئے اسی وجہ سے ٹونک قبۃ الاسلام کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ الوصایۃ الوزیریہ آپ کی مشہور تصنیف ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو واقعات ہفت دہ سالہ امیر و لبست رسالہ وزیر مولفہ دیوان شمس الدین (فارسی قلمی)

[3] نواب زادہ احمد علی خاں بانیٔ ریاست ٹونک نواب امیر خاں کے فرزند ہشتم تھے۔ اردو، فارسی، ہندی و عربی سے خوب واقف تھے۔ ہندی میں "احمد" اور اردو میں "رونق" تخلص اختیار کیا۔ دیوان "رونق سخن" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے ؎

دل زمانے سے ہٹ گیا اپنا　　ہم بھلے اور گھر بھلا اپنا

والیان مالیر کوٹلہ و رام پور اور بیگم صاحبہ والئ بھوپال سے آپ کے مراسم رسل و رسائل تھے نواب امیر الملک والا جاہ مولانا صدیق حسن خاں صاحب بہادر جنت مکانی سے آپ کے مخلصانہ تعلقات تھے۔ چنانچہ مُدّ الباع لاثبات حرمۃ النکاح فوق الرباع موصوف کی فرمائش پر ہی مولانا حافظ رضی الدین ابو الخیر محمد عبد المجید خاں نے قلمبند کی تھی[1] یمین الدولہ نواب محمد علی خاں[2] کو ایک ناخوشگوار واقع کے سبب سے جلاوطنی نصیب ہوئی تھی اور بنارس میں آپ کا قیام رہا تھا۔ ان سے ملنے کے لئے بنارس تشریف لے گئے اور وہاں فن جفر میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ ہند اور بیرون ہند کے علماء آپ کے علم فضل کے قائل تھے۔ مفتی سلطان مکہ شریف سید عبد اللہ بن عبد الرحمٰن سراج شیخ المدرسین حرم شریف آپ کی مدح میں اس طرح رطب اللسان ہوئے ہیں ؎

مولیٰ لنا عبد المجید القادری — یکنی ابا خیر بحر القادر
حبر رضی الدین من القابہ — فی العلم معراج کبحرٍ زاخر[3]

بقیہ ص ۔ کا

بچ گئے ہم صدمہ ہائے ہجر سے — موت کا اچھا بہانہ مل گیا
پھیلائے پاؤں قبر میں سوتے تھے چین سے — اے شور حشر تو نے ہمیں کیوں جگا دیا

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مضمون "نواب زادہ احمد علی خاں رونق" شاعر بمبئی ماہ اگست ۱۹۶۸ء

[1] دیکھئے مُدّ الباع لاثبات حرمۃ النکاح فوق الرباع مصنفہ عبد المجید خاں صاحب (قلمی) مملوکہ ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ ٹونک۔

[2] نواب محمد علی خاں ۱۲۸۰ھ المطابق ۱۸۶۴ء میں تخت نشین ہوئے۔ تین سال حکومت کی ۱۸۶۷ء میں جلاوطن ہو کر بنارس میں مقیم ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ بڑے عابد، زاہد اور متبحر عالم تھے۔ "قرۃ العیون" آپ کی تصنیف ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ٹونک گزیٹیر (انگریزی قلمی) مرتبہ ڈاکٹر بہجت شرما ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مملوکہ راقم الحروف۔

[3] المرتجی بالقبول قدرۃ قدم الرسول مطبوعہ ۱۳۲۵ھ مطبع علوی لکھنؤ۔

ہندوستان کے بہت سے علماء کے تاریخی قطعات، مدحیہ اشعار اور تقاریظ آپ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مولوی محمد عمران خاں صاحب رقمطراز ہیں کہ

".....صاحب علم وفن اور قابل افراد میں تھے۔ اسی وجہ سے نواب وزیرالدولہ نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردی تھی۔ تصنیف وتالیف کی بڑی صلاحیت رکھتے تھے۔ متعدد کتب و رسائل آپ کی یادگار ہیں۔"[1]

آپ کی متعدد کتابیں مطبوعہ وغیر مطبوعہ ہیں۔ یہاں ان کا مختصراً تعارف کرایا جاتا ہے۔

(۱) المرتجی بالقبول خدمتہ قدم الرسول شیخ الانام العالم الہمام حافظ سیدنا احمد بن محمد المالکی المصری صاحب فوائد الفریدہ کے رسالہ فتح المتعال فی مدح خیر النعال کی تلخیص ہے۔

(۲) التحفتہ الحمیدہ فی نعت الرسول الحمیدہ حلیۂ شریفہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہ مختصر رسالہ المرتجی بالقبول خدمتہ قدم الرسول کے ساتھ ۱۲۸۵ھ میں مطبع علوی میں طبع ہوا تھا دونوں رسائل ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔

(۳) القول القویم فی استبراک نعل نبی الکریم۔ رسالہ نایاب ہے۔

(۴) تذکرہ احباب من کلام من اختص بالوحی والکتاب۔ حج کے دوران ۱۲۷۱ھ میں مکہ شریف میں تصنیف کیا گیا تھا۔ غیر مطبوعہ رسالہ ہے۔

(۵) مجیدیہ فی اقسام شہدا الاخرویہ۔ عربی کے اس رسالہ میں موصوف نے شہداء کی اقسام کو مختلف کتب احادیث سے جمع کیا ہے۔ رسالہ میں شہدا کی چھیالیس ۴۶ اقسام کا ذکر ہے۔ مصنف مرحوم نے مقدمہ میں تحریر کیا ہے کہ سیوطی نے شہدا کی اقسام پر ایک رسالہ تحریر کیا تھا لیکن وہ نہیں

---

[1] برہان ماہ مارچ ۱۹۶۵ء

مل سکا۔ ۱۳۹۲ھ میں طبع ہوا۔

(۶) ہدیۃ اولی النہی فی اثبات ارسال اللحی۔ رسالہ نایاب ہے۔

(۷) الفایدۃ العمیمہ فی اطعام الولیمہ۔ طعام ولیمہ سے متعلق احادیث جمع کی ہیں اور فوائد کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(۸) رسالہ حرمیہ۔ حرم شریف کا حال تحریر کیا ہے۔ مصنف مرحوم نے ڈھائی سال وہاں قیام کیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ رسالہ اہم ہے کہ حرم شریف کا چشم دید حال درج ہے۔

(۹) رسالہ زحافیہ۔ فن عروض پر نایاب رسالہ ہے۔

(۱۰) احسن القواعد فی عمل المناسخہ۔ بجامع واحد۔ رسالہ نایاب ہے۔

(۱۱) القاعدہ الفائدہ تصحیح المناسخہ۔ بجامعۃ واحدہ۔ مذکورہ بالا رسالہ اور اس کا موضوع ایک ہی ہے۔

(۱۲) جامعہ الجدولات فی شبکات الشرکات۔ رسالہ نایاب ہے۔ قیاس ہے کہ فن خوشنویسی پر قلمبند کی ہوئی کوئی کتاب ہوگی۔

(۱۳) ظفر المراد ایتمناہ برکتہ قول انشاء اللہ۔ غیر مطبوعہ ہے۔ موضوع نام سے ظاہر ہے۔

(۱۴) عذب الکلام فی تحیۃ السلام۔ تحیہ سلام کے متعلق بحث کی گئی ہے آخر میں تحیہ سلام کے تحیہ مسجد، تحیہ وضو، تحیہ غسل اور تحیہ موت کے متعلق بھی مرقوم ہے۔ رسالہ فارسی میں ہے اور غیر مطبوعہ ہے[1]

(۱۵) حسن التجہیز فی تہذیب فاتحہ فتح العزیز۔ فارسی کا غیر مطبوعہ رسالہ ہے فن فقہ سے متعلق ہے۔

(۱۶) الرقیم الوجیز فی تلخیص فتح العزیز۔ مذکورہ بالا رسالہ اور اس کا موضوع ایک ہی ہے۔

---

[1] عذب الکلام فی تحیۃ السلام (قلمی فارسی) مصنفہ عبد المجید خاں صاحب۔

(۱۷) القول الاسعر فی جواز لباس المعصفر۔ غیر مطبوعہ ہے۔ نام سے ہی موضوع ظاہر ہے۔

(۱۸) القول المجید فی تجوید کلام اللہ المجید۔ قرآن و تجوید سے متعلق ہے۔ رسالہ نایاب ہے۔ ممکن ہے سبعہ قرات قرآنی کا بھی ذکر کیا ہو۔ نایاب ہونے کی وجہ سے مطالعہ میں نہیں آسکا۔

(۱۹) خلاصتہ الاقوال فی تحقیق العالم و ما یتعلق بہ من الاحوال۔ عالم کے متعلق تحقیقی رسالہ ہے جس میں علماء و فضلاء کے اقوال سے ابتدائے آفرینش وغیرہ سے بحث کی گئی ہے۔ بحث فلسفیانہ ہے اور قرآن و احادیث کا حوالہ جا بجا ہے۔

(۲۰) نعم الاتفاق فی تحقیق الالصاق۔ الصاق کعبین سے متعلق ہے۔ ایک مدحیہ قصیدہ میں اس کا ذکر اس طرح کیا ہے ؎

کہ سنت است کہ کعبین را درون نماز بہم کنی برکوع و سجود اے ذی شان

(۲۱) الجوامع فی تلخیص الہوامع۔ حزب البحر کی فارسی شرح ہے۔ شارح نے ورد کا طریقہ بھی مرقوم کیا ہے۔ رسالہ غیر مطبوعہ ہے۔

(۲۲) تنبیہ الانام علی الساعتہ و ساعتہ القیام۔ ساعتہ و ساعتہ القیام کا فقہی جائزہ لیا گیا ہے

(۲۳) احسن الفتوح فی تحقیق الروح۔ اگرچہ روح کے متعلق "من امر ربی" کہہ کر بحث و مباحث کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ لیکن علماء و فلاسفہ نے پھر بھی عجیب موشگافیاں کی ہیں۔ رسالہ میں روح کے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(۲۴) الجز المعتبر فی کشف ماہیتہ الحلتہ الاحمر۔ رسالہ نایاب ہے۔ نام سے موضوع ظاہر ہے۔

(۲۵) مدالبحج لاثبات حرمتہ النکاح فوق الرباع۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب والیٔ بھوپال کی فرمائش پر تحریر کیا گیا۔ ۹۰ صفحات کا یہ رسالہ فارسی میں ہے اور آخر میں فہرست فوائد مذکورہ درج ہیں۔ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔ اس میں چار سے زیادہ نکاح کرنے کو غیر شرعی اور ناجائز ثابت کیا گیا ہے۔

(۲۶) الفتوح من جانب اللہ فی تحقیق یا اہل بغیر اللہ۔ رسالہ کے نام سے موضوع ظاہر ہے۔

(۲۷) نور العینین فی افشا سیر شہادۃ الحسنین۔ حضرت حسن اور حسین کی شہادت کے واقعات مندرج ہیں اور مناقب مرقوم ہیں۔

(۲۸) سفینۃ العلوم کا لقمر فی النجوم۔ پرانی طرز کا انسائیکلوپیڈیا (جامع العلوم) ہے۔ اسمیں ہر دہ علوم کے متعلق تحریر کیا گیا ہے۔

(۲۹) بلغتہ الاسمیٰ فی تحقیق الاسمأ ــــ رسالہ نایاب ہے۔ مدحیہ اشعار جن میں فاضل مصنف کی اکثر کتابوں کے نام قلم بند کئے ہیں۔ اس کو "غرایب دوراں" بتایا گیا ہے[1]۔

(۳۰) اشباع الکلام فی النحل ذات الاکمام ــ رسالہ نایاب ہے۔

(۳۱) تدقیق النظر فی تحقیق النذر ــ اس رسالہ میں نظر غیر اللہ کی تحریم ثابت کی گئی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث سے نذر غیر اللہ کو ناجائز بتایا گیا ہے۔

(۳۲) تدقیق النظر فی خفض النظر ــ رسالہ میں ختنہ زن کے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(۳۳) المقالتہ الانیفہ فی تلخیص الحدیقہ ــ رسالہ نایاب ہے۔ نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ "حدیقہ" کی تلخیص ہے۔

(۳۴) مزیل الشجن فی تہذیب نفحتہ الیمن۔ یہ بھی تلخیص شدہ رسالہ ہے۔

(۳۵) المتاع الانفس لطالب مطالب نورس۔ فاضل مصنف نے یہ رسالہ عورتوں کے لئے تصنیف کیا تھا۔ رسالہ فن سنگار رس سے متعلق ہے۔

(۳۶) ملہم الاسرار من کلام الابرار۔ یہ ۸۰ صفحات کا خوشخط فارسی میں لکھا ہوا رسالہ ہے۔ ۷ ارمحرم ۱۲۸۹ھ کا نوشتہ ہے۔ جب آپ بنارس میں اپنے برادر نسبتی نواب محمد علی خاں صاحب سے ملنے گئے تھے تو ان کی فرمائش پر وہیں تحریر کیا تھا۔ حروف کے خواص پر اچھی بحث کی گئی ہے

1۔ فیضان المجید علی قطب المستفید قلمی فارسی مصنفہ ابوالخیر رضی الدین عبدالمجید خاں صاحب۔

رسالہ میں اسمائے باری تعالیٰ کے صفات بھی مندرج ہیں۔

(۳۷) معلم القاری لفتوح الباری۔ ۱۲۶۱ھ میں جب آپ حج کو تشریف لے گئے تھے وہاں مولانا عبیداللہ بن عبدالرحمٰن سراج الحنفی المکی سے ثلاثیات مع شرح امداد الباری لتنفعۃ ثلاثیات البخاری پڑھی تھی۔ آپ نے ان احادیث کو جو بخاری سے مروی ہیں اور درمیان میں تین راوی ہیں کو ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دیا۔ غیر مطبوعہ ہے اور شروع میں سند اجازت منسلک ہے۔[1]

(۳۸) تنبیہ النبیہ۔ یہ رسالہ مذکورہ رسالہ کے ساتھ منسلک ہے۔ فاضل مصنف نے اس رسالہ میں یہ بحث کی ہے کہ حدیث کی سند لینا ضروری ہے یا نہیں؟ رسالہ قدرے محشی ہے اوّل سے آخر تک حواشی ذیل سے چڑھائے گئے ہیں۔ رسالہ پر کاتب کا نام ہے نہ تاریخ کتابت۔ مخطوطہ کرم خوردہ ہے۔[2]

(۳۹) معلم القاری فی شرح ثلاثیات البخاری۔ معلم القاری لفتوح الباری کی شرح ہے۔

(۴۰) فیضان المجید علی قلب المستفیذ۔ فارسی زبان میں اصول حدیث پر لکھا ہوا رسالہ ہے۔ آخر میں محدثین کے نام اور تاریخ اور تاریخ وفات درج ہیں۔ راقم الحروف کی نظر سے اس رسالہ کے دو مخطوطے گذرے ہیں۔ دونوں مخطوطے محشیٰ ہیں۔ ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ کے مخطوطہ کا آخر حصہ مجدول ہے۔ دوسرا نسخہ جو احقر کی نظر سے گذرا ہے اس کے آخر میں فاضل مصنف کی ۴۰ کتابوں کے نام کسی شاعر نے نظم کئے ہیں اور تاریخ وار بیان کیا گیا ہے۔ بعد ازیں زبدہ ابرار مولوی محمد عبدالغفار کی منظوم تاریخ ہے جس میں شاعر نے فاضل مصنف کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل کی تعریف کی ہے۔

(۴۱) القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سید الاجرار العبید۔ جناب فضل حسین صاحب غوری نے اس تالیف کے بارے میں تحریر کیا ہے "آپ کی ایک تالیف نعل شریفہ حضرت سید السادات

---

[1] معلم القاری لفتوح الباری (قلمی) مملوکہ ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ ٹونک

[2] ایضاً

سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات شاہی لائبریری بہاول پور میں داخل ہے جو اُن کے قلمی ودماغی ... شاہکار کا نمونہ ہے[1]۔ یہ سولہ صفحات کا مطبوعہ رسالہ ہے جس میں سرور کائنات کے نعل شریف کے متعلق متعدد روایات مرقوم ہیں اور آخر میں نقش پائے مبارک بھی منقوش ہے۔ روایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اقلیدس (GEOMETRY) کی مدد سے نقش پا بنا ہے۔

(۴۲) نجات المومنین۔ اردو میں فقہی مسائل سے بحث کی گئی ہے اور مسائل کا استنباط قرآن اور احادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ احناف کے لئے یہ کتاب قابل قدر ہے۔ مخطوط ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

مذکرہ بالا بیالیس کتابوں کے علاوہ اور بھی متعدد کتابیں آپ کی مصنفہ ہیں لیکن امتداد زمانہ سے ان کے نام تک محفوظ نہ رہ سکے۔ آپ زود نویس اور کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ عروض، سیر، حدیث، تجوید، جفر، فقہ، فلسفہ اور سنگار رس جیسے مختلف النوع اور متضاد الطبع علوم میں آپ کی تصانیف ہیں۔ سفینۃ العلوم کا لقمر فی النجوم میں ہژدہ علوم مذکور کئے ہیں جس سے آپ کے علم وفضل اور مختلف النوع مطالعہ کا علم ہوتا ہے۔ آپ نہ صرف عربی، فارسی اور اردو سے واقف تھے۔ بلکہ ہندی بھی جانتے تھے۔ ماہر خطاط اور ممتاز خوشنویس تھے۔ مختلف قسم کے خطوط لکھنے پر کامل عبور تھا۔ دوسرے خوشنویسوں اور خطاطوں کے خط سے خط اس طرح ملا لیتے تھے کہ کوئی فرق محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ روشنائی، حروف کی کرسی ونشست میں کسی طرح امتیاز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ۱۲ر شوال ۱۳۰۷ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ سخی، متقی اور بڑے عابد وزاہد تھے۔ دنیا کو ترک کر کے شب وروز تصنیف وتالیف میں مصروف رہتے تھے[2]۔ ایک معاصر نے آپ کے علم، حلم، خوش بیانی اور نکتہ دانی کا اعتراف کیا ہے۔ اور منظوم صورت میں ان اوصاف کی تعریف کی ہے[3]۔ آپ کی شہرت آپ کی زندگی میں ہی ارض ہند کو عبور

۱؎ خاندان غوری صفحہ ۴ ۲؎ المرتجی بالقبول خدمتہ قدم الرسول

۳؎ فیضان المجید علی طلب المستفید

کرکے اسلامی ممالک میں پہنچ گئی تھی۔ آپ کی تصانیف میں مختلف علماء کے تاریخی قطعات اور مدحیہ اشعار مرقوم ہیں۔ مفتی سلطان مکہ شیخ احمد الدمیاطی المصری و سید عبداللہ بن عبدالرحمن سراج الحنفی المکی جیسے بیرون ہند کے علماء آپ کے مدح خواں تھے۔ شیخ المدرسین حرم شریف نے "فاضل اللبیب والحسیب النسیب شمس فلک المجد والتمجید" سے خطاب کیا ہے[1]

رضی الدین ابوالخیر مولانا حافظ محمد عبدالمجید خاں کی متعدد تصانیف نہیں مل سکی ہیں۔ اور حالات بھی کماحقہ نہیں معلوم ہو سکے۔ اسے "بے مہری یاران وطن" کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایسے علماء جن کے حالات اور تصانیف ابھی تک "پردۂ خفا" میں ہیں ان کو "روشناس خلق" کرانا ایک علمی و دینی خدمت ہوگی جس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔

---

[1] المرتجی بالقبول خدمۃ قدم الرسول۔

ندوۃ المصنفین دہلی

۱۹۷۱ء کی جدید مطبوعات حسب ذیل ہیں

(۱) تفسیر مظہری اردو (نویں جلد) مجلد قیمت مجلد .. ـــ ۱۷

(۲) حیات (مولانا) سید عبدالحئی قیمت مجلد .. ـــ ۱۱

(۳) احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت قیمت مجلد .. ـــ ۹

(۴) مآثر و معارف (از مولانا قاضی محمد اطہر مبارکپوری) قیمت مجلد .. ـــ ۱۰